سوال

(419)نکاح کے ساتویں ماہ لڑکا جنم دینا

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

میری بیوی نے نکاح کے ساتویں ماہ لڑکا جنم دیا ہے، میرے دل میں اس کے متعلق بہت سے شکوک وشبہات پیدا ہورہے ہیں، ویسے بیوی کی بدچلنی ظاہر نہیں ہوئی، اب میرے لیے کیا حکم ہے، اسے چھوڑدوں یا اپنے گھر میں آباد رکھوں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

کسی کی عزت وناموس کے متعلق شکوک وشبہات کا اظہار کرنا شریعت میں انتہائی ناپسندیدہ عمل ہے، پھر اپنی رفیقۂ حیات کے بارے میں اس قسم کے خیالات ذہن میں لانا جس سے اس کی آبرو مجروح ہوتی ہو بہت برا فعل ہے، جب کہ خاوند کو اس بات کا بھی اعتراف ہے کہ بیوی کی بدچلنی ظاہر نہیں ہوئی، ایسے حالات میں بیوی کے متعلق بدگمانی کا شکار نہیں ہونا چاہیے۔ شریعت نے نکاح کے چھ ماہ بعد بچہ جنم دینے کو جائز قرار دیا ہے اور اسے حلال کا بچہ شمار کیا ہے، کیونکہ قرآن کریم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حمل کی کم ازکم مدت چھ ماہ ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا ١ [1]

’’اس کے حمل اور دودھ چھڑانے کی مدت تیس (۳۰) ماہ ہے۔‘‘

اور دوسرے مقام پر اس کے دودھ چھڑانے کی مدت دو سال یعنی چوبیس ماہ قرار دی گئی ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے:

وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ [2]

’’اور اس کی دودھ چھڑانے کی مدت دو سال ہے۔‘‘

ان دونوں آیات کے مطابق اگر تیس ماہ سے دودھ چھڑانے کی مدت دو سال یعنی چوبیس ماہ نکال دی جائے تو باقی مدت چھ ماہ رہ جاتی ہے جو حمل کی مدت ہے، اس سے ثابت ہوا کہ حمل کی کم ازکم مدت چھ ماہ ہے۔ لہٰذا اگر کوئی عورت نکاح کے ساتویں ماہ میں بچہ جنم دیتی ہے جیسا کہ سوال میں ذکر کیا گیا ہے تو اس میں کسی قسم کے شکوک وشبہات میں مبتلا ہونے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں ہے۔ (واللہ اعلم)

[1] ۴۶/الاحقاف:۱۵۔

[2] ۳۱/لقمان:۱۴۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ اصحاب الحدیث

جلد:3، صفحہ نمبر:357

محدث فتویٰ